انوار الصیام

محمد منشا تابش قصوری

رضا اکیڈمی (رجسٹرڈ) لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

سلسلہ مطبوعات ۵۱

نام کتاب — انوار الصیام

تصنیف — محمد منشا تابش قصوری

کتابت — محمد اشرف زمان مریدکے

ناشر — رضا اکیڈمی لاہور

اشاعتِ اول — مارچ ۱۹۹۱ء / ماہ رمضان ۱۴۱۱ھ

مصحح — مولانا محمد الیاس قادری

ہدیہ — دعائے خیر بحق معاونین رضا اکیڈمی

ملنے کا پتہ

رضا اکیڈمی (رجسٹرڈ) مسجد رضا محبوب روڈ،

چاہ میراں لاہور کوڈ ۵۴۹۰۰ فون ۲۵۰۴۴۰

ایمان اور احتساب کے ساتھ
ماہِ رمضان میں روزے رکھنے
والے کے تمام پچھلے گناہ بخش
دیئے جائیں گے۔ (حدیث شریف)

عبادت ہی عبادت

قارئین کرام! ماہ رمضان المبارک کا مقدس مہینہ تشریف لا رہا ہے۔ رحمت الٰہی کی موسلا دھار بارش ہوا چاہتی ہے آئیے اپنے خالی دامن کو بارگاہِ بیکس پناہ میں پھیلا دیں تاکہ دین و دنیا کی کامرانیوں اور کامیابیوں کو پا سکیں۔ اس ماہِ مبارک کی ایک ایک ساعت باعثِ صد احترام اور لائق عزّت و تکریم ہے اسلیئے اسکی حرمت کا ہر لمحہ خیال رکھیں، فحش لٹریچر میں سرمست رہنے کی بجائے اس سے کلی طور پر پرہیز کرتے ہوئے دینی و اسلامی کتب و رسائل کا مطالعہ کریں تاکہ قرآن و سنّت، فقہ و عقائد سے سیرت و کردار کو سنوارنے کے ساتھ ساتھ ماہِ رمضان المبارک کی گوناگوں لطافتوں اور برکتوں سے محظوظ ہوتے ہوئے فوز و فلاحِ دارین کے شرف سے باریاب ہو سکیں۔ انہیں مقاصدِ حسنہ کے پیشِ نظر یہ مختصر مگر جامع، دلکش اور روحانی پھولوں سے مزیّن گلدستہ آراستہ کیا ہے جسے جملہ صوری، معنوی محاسن کا مترقع کہا جا سکتا ہے۔ عام فہم اور آسان الفاظ، بڑے کارآمد مسائل، پیارے اور نرالے انداز میں فضائل پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں، امید ہے کہ رضا اکیڈمی کی اس پیشکش کو بھی دیگر کتب و رسائل کی طرح قارئین کرام حرزِ جان بنائیں گے

اہم تاریخی واقعات کا خاکہ

اسلام کی چودہ صد سالہ (۱۴۰۰) تاریخ میں کم از کم چودہ سو بار (۱۴۰۰)

یقیناً ماہِ رمضان المبارک جلوہ گر ہوا اگر اس طویل عرصہ کے تمام واقعات کو قلمبند کیا جائے تو نہ جانے کتنے دفتر تیار ہوں اور کتنی ہی کتابیں معرضِ وجود میں آئیں مگر ہزاروں تاریخی امور سے صرفِ نظر کرتے ہوئے چند اہم تاریخی واقعات کے اشارے دیئے جاتے ہیں جن کا تعلق امتِ مصطفےٰ میں ایمان و الیقان کی

حد تک سرایت کر چکا ہے۔ ذرا ماضی کے جھروکے میں جھانکتے ہوئے جبل نور کی چوٹی پر غارِ حرا میں چمکتے ہوئے انوار سے اپنے قلب و جگر کو منور کیجئے سیّد الانبیاء صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم کس شانِ عبودیت سے خالقِ کائنات کی بارگاہ میں مصروف عبادت ہیں کہ جبریلِ امین حاضر ہو کر عرض گزار ہیں

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ؕ

اپنے خالق کا نام لیجئے اور قرآن مجید کو تلاوت سے نوازیئے۔ یہ دن کی بات نہیں۔ یہ رات کا پر سکون لمحہ، دور بہت دور، شہر سے مکّہ پاک سے دور، زمین سے اوپر پہاڑ پر رات کی اندھیری لیلۃ القدر میں ماہِ رمضان المبارک کی ستائیسویں شب میں اللہ اللہ قرآن کے نزول کی رات تھی

یہی وہ رات ہے جس رات کے پردے میں قرآن پاک ملا، اور یہی وہ رات تھی جس رحمت بھری رات میں پاکستان ملا۔ دن جمعۃ الوداع ماہِ رمضان نے کیا نہیں دیا۔ مگر ہم نے اسے کیا دیا؟ غزوۂ بدر، فتحِ مکّہ کا امین یہی ماہِ مبارک ہے، حضرت امام حسن کی ولادت باسعادت کا شرف اسے نصیب ہے۔ حضرت امّ المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا، حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ، حضرت ام المؤمنین سیّدہ صفیہ، حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے وصال اسی ماہ کے اندر رکھتے ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا المناک واقعہ اسی ماہ میں پیش آیا۔ گویا کہ یہ مہینہ خیر و رضا کا ضامن ٹھہرا۔

اس خاکے سے سبق ملتا ہے کہ ہم نے ایک دن خاک میں سمانا

ہے تو پھر کیوں اس دنیا سے دل لگائیں۔ اگر دل لگانا ہے تو خالقِ کائنات
سے لگائیں۔ تاکہ یہاں سے جانے کے بعد ہماری ویسے ہی عید ہو جیسے
ماہ رمضان المبارک جاتے جاتے عید الفطر کی مسرتیں، راحتیں، خوشیاں
ہر ایک مسلمان کے دامن میں ڈال دیتا ہے۔

محتاجِ دعا
محمد منشا تابش قصوری
مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور
۶ شعبان المعظم ۱۴۱۱ھ
۲۲ فروری ۱۹۹۱ء جمعۃ المبارک



رحمتوں کی فصلِ بہار

اے بادہ کشانِ جامِ غفلت ! مژدہ باد !

کہ سلطانِ رحمت کی بارگاہ کے دروازے کھل گئے۔ اب صرف ایک حرفِ ندامت، ایک عذرِ شرمسار اور بھیگی ہوئی پلکوں کا صرف ایک چمکتا ہوا قطرہ دل کی طہارت کے لیئے کافی ہے۔

اے گیتی کے روسیاہ مدہوشو ! آؤ چشمۂ نور میں غوطہ لگا لو جو تمہاری نظر کے نشانے پر بہہ رہا ہے۔ گیارہ ماہ کے بعد یہ برسات کا سہانا موسم اسی لیئے آیا ہے کہ تمہارے چہرے کا غبار دھل جائے اور رحمت و نور کی موسلا دھار بارش میں تمہارا دامنِ زندگی نکھر جائے۔

اے خفتگانِ شبِ ملامت !

دنیا کی بڑی بڑی امید گاہوں سے تم نے لَو لگا کر دیکھ لیا۔ فرصت ہو تو پل بھر کے لیئے ذرا حافظے پر زور دے کر یاد کرو کہ تم نے مادی اقتدار کی چوکھٹوں پر اپنی کتنی فریادیں ضائع کر دی ہیں ؟ وقت کے روٹھے ہوئے فرعونوں کو منانے کے لیئے تمہیں کتنی بار اپنی سطحِ مرتفع سے نیچے اترنا پڑا ہے لیکن سچ بتاؤ کہ ان ساری منتوں، سماجتوں اور خوشامدوں کے بعد ذلتوں کی شکست اور نامرادیوں کی ٹھوکر کے سوا بھی کوئی چیز تمہارے ہاتھ آئی ہے۔

پیہم فریب کی چوٹ کھانے کے بعد اب تو پلٹ آؤ۔ اس رحمتِ حق کی طرف جس نے اپنے امیدواروں کو کبھی مایوس نہیں کیا ہے اور جو پلکوں کا آنسو دامن میں جذب ہونے سے پہلے اپنے فریادی کی پکار سن لیتا ہے۔

رمضان کا یہ مبارک مہینہ جو ہمارے سروں سے گذر رہا ہے یہ مایوس چہروں کے نکھرنے کا بہترین موسم ہے۔ قدم قدم پر رحمت و غفران کی جو نہریں بہہ رہی ہیں۔ اب بھی اگر ہم نے اپنی روح کی تشنگی نہ مٹائی تو اس کے بعد پھر کوئی ایسا دلنواز موسم نہیں آئے گا۔

رمضان کی رحمت بھری راتوں میں گھائل کی فریادوں کی طرح ہمیں اپنے رب کے حضور پھوٹ پھوٹ کر رونا ہے، بلک بلک کر تڑپنا ہے غفلتوں کی گہری نیند میں ہم نے جتنی خطائیں کی ہیں۔ ساری عمر کا رونا بھی اس کے لئے ناکافی ہے۔

ایک بندۂ مومن کے لیئے اس سے بڑھ کر اور کیا شقاوت ہو سکتی ہے کہ رمضان کے مہینے میں بے روزہ دار رہ کر کافر و مسلم کے درمیان امتیاز کی ظاہری دیوار کو بھی توڑ کر مسمار کر دے۔ خدائے قدیر ہمیں اس مہینے کی برکتوں سے مالا مال کرے اور ہمیں ظاہر و باطن اور قلب و روح کی توانائی عطا فرمائے

علامہ ارشد القادری مدظلہ

• سحری کھاؤ۔ اس میں برکت پوشیدہ ہے۔ کم از کم ایک کھجور اور ایک گھونٹ پانی ہی لے لو۔ (حدیث شریف)

• روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی جب وہ افطار کرتا ہے۔ دوسری خوشی اس وقت ملے گی جب وہ خدا کے سامنے حاضر ہوگا۔ (حدیث شریف)

بلاشبہ خدائے عزوجل نے رمضان کے روزوں کو فرض اور اس کی راتوں کو جاگنا (تراویح پڑھنا) مسنون قرار دیا ہے اور ان اعمال کو نیک نیتی کے ساتھ کرنے والا گناہوں میں نومولود بچے کی طرح ہے۔ (حدیث شریف)

رحمتوں کی بارش میں نکھرنے کا زمانہ

رمضان المبارک کی یہ سہانی راتیں، یہ دلکش سویرا، یہ نشاط انگیز شام اور روحانی کیف کا یہ حسین موسم خدائے قدیر کی عظمت و برتری کا کتنا کھلا ثبوت ہے۔ عالم اسلام کے اٹھانوے کروڑ افراد بھی متحد ہو کر ایثارِ نفس اور جذبات کے اخلاص کا جو ماحول پیدا نہیں کر سکتے تھے، پلک جھپکتے وہ عالم گیر انقلاب خداوند تعالیٰ کی صرف ایک آیت کے بل پر عالم وجود میں آگیا جس آیت کی شوکتِ اقتدار کے آگے روئے زمین کے فرزندانِ توحید کی گردنیں خم ہو گئی ہیں وہ یہ ہے

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝

یعنی اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جیسے ان لوگوں پر فرض کئے گئے تھے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں تاکہ تم تقویٰ کے فضائل سے آراستہ ہو جاؤ۔ مطالب کی تفہیم کے سلسلے میں اس آیت مقدسہ کو چار حصوں پر منقسم کیا جا سکتا ہے، خطاب ۱، حکم ۲، وضاحتِ حکم ۳، مقصود ۴ اب ذیل میں ہر ایک کی الگ الگ تشریح ملاحظہ فرمائیں۔

خطاب: قرآن کریم میں خطابِ الٰہی کا عام انداز یہ ہے کہ مخاطب کے الفاظ سے حکم کی سرزمین ہموار کر دی جاتی ہے اس آیتِ کریمہ میں عام بندوں سے خطاب نہیں ہے بلکہ ان بندوں سے خطاب ہے جو حلقۂ اسلام میں داخل ہونے کے بعد یہ معاہدہ کر چکے ہوں کہ ہماری

زندگی کا ہر لمحہ تابع فرمانِ الٰہی ہے۔ اپنی زندگی کا کوئی نقشہ ترتیب دینے میں ہم آزاد نہیں ہیں۔ ہماری، موت وحیات، کردار وگفتار، افکار وخیالات، اعضاء وجوارح سب کے سب ایک دائمی غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں یہ زنجیریں اسی وقت ٹوٹ سکتی ہیں جب بغاوت کر کے کوئی اپنے ہی کئے ہوئے معاہدہ سے پھر جائے۔

خدا کے وفادار بندوں کو تعمیلِ حکم پر گوش بر آواز کر دینے کے لیئے یہ اندازِ خطاب ہی بہت کافی ہے۔ گیتی پر رینگنے والے انسانوں کی اس سے بڑھ کر اور کیا معراج ہو سکتی ہے کہ خود شہنشاہِ کائنات اپنی ان گنت مخلوقات میں سے صرف اہل ایمان کو مخاطب فرما رہا ہے۔ دلوں میں جلالتِ شان کا کچھ بھی احساس پیدا ہو جائے تو اس اکرام خسروانہ پر اہل ایمان کو جھوم اٹھنا چاہیے۔

اب اس اندازِ خطاب کے بعد حکم سے منہ پھیرنے کا کھلا ہوا مطلب یہ ہے کہ عملاً ہم اپنے آپ کو اہلِ ایمان کے اس زمرہ سے ثابت نہیں کر رہے ہیں جن سے اس آیت میں خطاب کیا گیا ہے۔ معاذ اللہ! ہمارے ایمان کی سلامتی کے لیئے یہ کتنی خطرناک صورت ہے۔ ذرا گہرائی میں اتر کر مسلمانوں کو اس نکتے پر غور کرنا چاہیے

حکم: خوشنودئ الٰہی کی نیت سے ایک خاص وقت تک کھانے پینے اور شہواتِ نفس سے رک جانے کا نام روزہ ہے۔ اس آیتِ کریمہ میں اسی کا حکم دیا گیا ہے۔ روزہ کے تفصیلی احکام اور اس کے فضائل احادیث وفقہ کی کتابوں سے معلوم کئے جا سکتے ہیں۔ اس وقت مجھے صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ اسلام کے سارے فرائض میں روزے

کی اہمیت کیا ہے؟

آپ ذرا بھی غور فرمائیں گے تو واضح طور پر محسوس ہو جائے گا کہ روزے کا تعلق سر تا پا بندۂ مومن کے جذبۂ اخلاص سے ہے۔ یہاں نمائش اور غیر کی توجہ حاصل کرنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جب کہ نماز، حج اور زکوٰۃ کی تعمیل میں اپنی عبادت کی نمائش اور مذہبی تقدس کے اظہار کا جذبہ شامل کیا جا سکتا ہے۔ برخلاف اس کے جو شخص دن بھر بھوکا پیاسا رہ کر جنسی خواہشات اور معاصی سے اجتناب کر کے روزہ رکھتا ہے تو اس کے یہ مخفی حالات دنیا والے نہیں جان سکتے۔ صرف خدا ہی جانتا ہے کہ میرا فلاں بندہ میری خوشنودی کے لئے کن حالات سے گذر رہا ہے۔ ایک روزہ دار کو دن بھر کئی مواقع ملتے ہیں کہ وہ دوسروں کی نظر سے چھپ کر کھا پی لے اور شام کے وقت روزہ داروں کی صف میں بھی آکر بیٹھ جائے لیکن ہزار پیاس اور بھوک کی شدت کے باوجود وہ ایسا نہیں کرتا کیونکہ روزے کی حالت میں وہ انتہائی جذبۂ اخلاص کے ساتھ صرف خدا کو خوش کرنا چاہتا ہے۔

وضاحتِ حکم: بغیر یہ بتائے ہوئے بھی کہ ہم سے پہلی امتوں پر روزہ فرض تھا حکم ممکن تھا لیکن قربان جائیے شانِ حکمت و رحمت کے کہ روزے کا حکم دیتے وقت یہ بھی بتا دیا گیا ہے کہ یہ حکم صرف تمہارے اوپر ہی نافذ نہیں کیا جا رہا بلکہ تم سے پہلے بھی جو امتیں گذر چکی ہیں یہ ان پر بھی عائد کیا گیا تھا۔ کیونکہ انسان کی یہ فطرت ہے کہ جب وہ اپنے جیسی تکلیف میں دوسروں کو بھی مبتلا دیکھتا ہے تو اسے صبر آجاتا ہے اور اسے اپنی تکلیف کا احساس کم ہو جاتا ہے۔

اس مقام پر خدائے حکیم نے یہ وضاحت صرف اس لئے فرمائی ہے

کہ محبوب کی امّت بشاشتِ قلب اور نشاطِ دل کے ساتھ روزہ کی مشقت سے عہدہ برآ ہونے کے لیئے اپنے آپ کو تیار کرے۔

مقصود: کام کی اہمیت مقصد کے اعتبار سے گھٹتی بڑھتی ہے۔ روزے کا مقصود تقوٰے قرار دیا گیا ہے۔ یہ مقصود اتنا عظیم الشان ہے کہ اسے سارے محاسن کی جان کہہ سکتے ہیں۔ دراصل تقوٰے ہی انسانی شرافت کا بنیادی پتھر ہے۔ کونین کی سعادتوں اور معنوی طاقتوں کا وہ سرچشمہ ہے جو کبھی نہیں سوکھتا۔ اس کا دوسرا نام تقوٰے ہے۔ یہی تقوٰے آج ہماری زندگی کی سطح پر نہیں ابھر رہا ہے تو ہم دنیا میں بے نام و نشان ہو کر رہ گئے ہیں اسی تقوٰے کے بل بوتے پر کبھی ہماری ہیبت سے سارا جہان کانپتا تھا مگر آج اندر سے تقوٰے کی روح نکل گئی ہے تو ہم خود لرزہ براندام ہیں۔

روزے کا یہ موسم اسی لیئے ہر سال آتا ہے کہ ہمارے وجود کو معنوی طاقتوں سے مسلح کر دے۔ کیا آج بزدل، مظلوم اور آشفتہ جاں مسلمان روزے کی اہمیت محسوس کر کے اس کا خیر مقدم کریں گے۔

(شبیر حسین نیازی ادیب کامل)

جس شخص نے روزہ کی حالت
میں بھی اپنی غلط عادتوں کو ترک
نہیں کیا خدا کو اس کے بھوکے رہنے
کی کوئی ضرورت نہیں (حدیث نبوی)

عبادت کا موسم

جس طرح کھیتی کا ایک خاص موسم اور تجارت کا ایک خاص سیزن ہوتا ہے اور کسان و تاجر اس کی تاک میں بیٹھے رہتے ہیں جونہی وہ موسم و سیزن آتا ہے. کسان اور تاجر پر ایسی دھن سوار ہو جاتی ہے کہ وہ اپنے ہر آرام و راحت کو تج دیتے ہیں اور ایک ایک منٹ کو اپنا قیمتی سرمایہ سمجھ کر انتہائی محنت و مشقت کے ساتھ اپنی پوری قوت کو مصروفِ عمل کر دیتے ہیں یہاں تک کہ انسان اپنے گھروں کو غلّوں کے ڈھیروں اور تاجر اپنی تجوری نوٹوں کی گڈیوں سے بھر دیتا ہے. اسی طرح خوش نصیب مسلمان ماہِ رمضان المبارک کا نہایت شوق و ذوق کے ساتھ انتظار کرتے ہیں اور اس کی ایک ایک ساعت کو غنیمت جانتے ہوئے اپنے تمام مشاغل سے منہ موڑ کر اور اپنے نرم نرم بستروں اور گرم گرم لحافوں کی میٹھی نیند کو لات مار کر عبادت خانوں کی طرف دوڑ پڑتے ہیں اور عبادت گزاری، شب بیداری، گریہ زاری، سحر و افطاری کر کے زراعتِ عقبےٰ و تجارتِ آخرت کی بے حساب کمائیوں سے بازارِ قیامت کے پونجی پتی بن جاتے ہیں.

چونکہ رمضان المبارک میں رحمتِ خداوندی کے بڑے بڑے جلوے نمودار ہوتے ہیں اور خدا کی شانِ جمال کی بڑی بڑی عجیب و غریب تجلیاں بندوں پر جلوہ فگن ہوتی ہیں. اس لئے اس کے دن اور راتیں توبہ و استغفار کا انمول وقت عقبےٰ کی کھیتی کا دلنواز موسم اور تجارتِ آخرت کا خاص الخاص سیزن ہوتا ہے.

لہٰذا! مسلمانوں کو چاہیے کہ اس کے حقیقی اغراض و مقاصد کو پہچانیں اپنی قیمتی زندگی کی انمول ساعتوں میں توبہ و انابت اور اپنی مالی و بدنی عبادت سے توشۂ آخرت جمع کرلیں اور اپنے رب کریم کے غفران و رضوان کی دولت سے مالامال ہوں۔ کیونکہ رمضان المبارک کا ایک ایک لمحہ گوہر نایاب سے بھی زیادہ قیمتی ہے۔

موسمِ برسات میں بارش ہوتی ہے۔ موسم بہار میں پھول کھلتے ہیں اور دیگر موسموں میں پھل پھول غلّے وغیرہ دستیاب ہوتے ہیں مگر اس موسم خیر میں خود خالق موسمیات ملتا ہے جیسا کہ

اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ

سے اجاگر ہو رہا ہے۔

میں چاہتا ہوں کہ روزہ دار رمضان المبارک میں زیادہ سے زیادہ اللہ کے راستے میں خرچ کرے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مبارک مہینے میں بہت زیادہ سخاوت کرتے تھے۔

(حضرت امام شافعیؒ)

روزہ نفس کی زکوٰۃ ہے اور جسم کو محنت و مشقت کا عادی بناتا ہے۔ نیکی کی طرف رغبت دلاتا ہے۔ روزہ انسان کے لیے ڈھال ہے۔ بدن کو بھوکا رکھنے میں قلب کی صفائی ہے۔ قوتِ نورانیہ و ملکیہ بڑھتی ہیں۔

امامِ غزالی رحمۃ اللہ علیہ

انوار کی بارش

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝

"اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے کہ کہیں تم پرہیزگار بنو۔"

صیام اس کا مادہ صوم ہے جس کا لغوی معنی باز رہنا، چھوڑنا اور سیدھا ہونا ہے۔ شریعت میں مسلمان کا صبح صادق سے آفتاب ڈوبنے تک عبادت کی نیت سے کھانا پینا اور شہواتِ نفس سے رک جانے کا نام صوم یعنی روزہ ہے کیونکہ اس میں کھانا، پینا چھوڑنا اور نفس کی اصلاح ہے۔

روزہ نبوت کے پندرھویں سال دس شوال دو ہجری میں فرض ہوا پہلے صرف ایک روزہ عاشورہ (۱۰ محرم الحرام) کے دن کا فرض ہوا پھر یہ منسوخ ہو کر ہر چاند کی تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں کے روزے فرض کیے گئے۔ پھر یہ بھی منسوخ ہو کر ماہِ رمضان کے روزے فرض کیے گئے مگر لوگوں کو اختیار تھا کہ چاہے روزہ رکھیں چاہے فدیہ ادا کریں۔ یعنی ہر روزہ کے بدلے نصف صاع گندم یا ایک صاع موٹا اناج صدقہ کریں۔ پھر یہ اختیار منسوخ ہو کر روزے لازم ہوئے مگر یہ پابندی رہی کہ رات کو سونے سے پہلے پہلے جو چاہو کھاؤ لیکن سو کر کچھ نہیں کھا سکتے۔ پھر حضرت صرمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا واقعہ پیش آنے پر صبح (سحری) تک کھانے

پینے کا اختیار دیا مگر جماع پھر بھی حرام رہا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا واقعہ پیش آنے پر یہ بھی حلال کر دیا گیا۔ رات، کے وقت
(اشرف التفاسیر۔ خزائن العرفان۔ خازن۔ تفسیر احمدی)

ماہِ رمضان المبارک

یہ بڑا مقدس مہینہ ہے بعض نے فرمایا جیسے ہفتے کے دنوں میں جمعہ افضل ہے ایسے ہی سال کے مہینوں میں رمضان شریف افضل ہے اور بعض نے کہا کہ اس ماہ کے چار نام ہیں: ماہِ رمضان۔ ماہِ صبر۔ ماہ مواسات ماہ وسعتِ رزق۔ رمضان یا تو رحمٰن کیطرح اللہ تعالیٰ کا نام ہے چونکہ اس مہینہ میں دن رات اللہ تعالیٰ کی عبادت ہوتی ہے۔ لہٰذا اسے "شہرِ رمضان" یعنی اللہ کا مہینہ کہا جاتا ہے۔

حدیث پاک میں نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

شَعْبَانُ شَهْرِیْ وَالرَمَضَانُ شَهْرُ اللّٰهِ

شعبان میرا اور رمضان اللہ کا مہینہ ہے۔ نیز ارشادِ گرامی ہے کہ یہ نہ کہو کہ رمضان آیا اور گیا بلکہ کہو کہ ماہِ رمضان آیا اور گیا۔

رمضان یا۔ رَمَضَاءٌ سے مشتق ہے "رَمَضٌ" موسمِ خریف کی بارش کو کہتے ہیں جس سے زمین دھل جاتی ہے اور ربیع کی فصل خوب ہوتی ہے چونکہ یہ مہینہ بھی دل کی گرد و غبار کو خوب دھوتا ہے اور اس سے اعمال کی کھیتی ہری بھری رہتی ہے اس لیے اسے رمضان کہتے ہیں۔ یا یہ رَمْضٌ سے بنا ہوا ہے۔ جس کے معنی ہیں گرمی یا جلنا، چونکہ اس مہینہ میں مسلمان بھوک اور پیاس کی تپش برداشت کرتے ہیں۔ یا یہ گناہوں کو جلا ڈالتا ہے۔ اس لیے اسے رمضان کہتے ہیں:

بعض نے فرمایا کہ جب مہینوں کے نام رکھے گئے تو جس موسم میں جو مہینہ تھا اسی سے اس کا نام رکھا گیا جو مہینہ گرمی میں تھا اسے رمضان کہہ دیا اور جو موسم بہار میں تھا اسے ربیع الاول اور جو سردی میں جب پانی جم رہا تھا اسے جمادی الاولیٰ کہا گیا۔

(تفسیر نعیمی)

سُمِّیَتْ رَمَضَانُ رَمَضَانَ لِاَنَّهَا تُحْرِقُ الذُّنُوبَ

"یعنی رمضان کا نام اسی لئے رمضان رکھا گیا کہ یہ گناہوں کو جلا ڈالتا ہے"

روضۃ الواعظین میں مرقوم ہے کہ تورات شریف میں اس ماہ مبارک کا نام شہر الرّضوان اور انجیل مقدس میں اس کا نام مبارک شہر الغفران، زبور شریف میں اس کا نام شہر الاحسان تھا اور قرآن مجید میں اسے شہر رمضان کے پیارے نام سے مختص کیا گیا ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالےٰ ہے:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ۔

ماہِ رمضان وہ مقدس مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا۔

تفسیر کبیر، روح المعانی، روح البیان وغیرہ میں ہے کہ صحائف ابراہیم رمضان مبارک کی پہلی رات، تورات رمضان کی چھٹی، زبور رمضان کی نویں، انجیل رمضان کی تیرھویں اور قرآن کریم چوبیسویں رات کو اترا اور بعض کے نزدیک ستائیسویں رات کو نازل ہوا۔ کما قال اللہ تعالےٰ فی القرآن المجید:

اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ہ (الاٰیۃ)

"کلمۂ رمضان" پانچ حروف پر مشتمل ہے۔ ر۔ م۔ ض۔ ا۔ ن۔ ر سے شہر الرضوان، م سے شہر المجبۃ، ض سے شہر الضمان، الف سے شہر الالفت اور ن سے شہر النوال مراد ہے۔

آگیا ماہِ صیام

نکہتوں والا مہینہ آگیا ماہِ صیام / نزہتوں والا مہینہ آگیا ماہِ صیام

ہو مبارک روزہ دارو جس کے تھے مشتاق آپ / رحمتوں والا مہینہ آگیا ماہِ صیام

روزہ داروں کیلئے جو ہے نویدِ مغفرت! / برکتوں والا مہینہ آگیا ماہِ صیام

جس میں قرآنِ مبیں اللہ نے نازل کیا / عظمتوں والا مہینہ آگیا ماہِ صیام

حکمِ رب سے جس میں ہوتے ہیں شیاطیں قید سب / رفعتوں والا مہینہ آگیا ماہِ صیام

بند ہو جاتے ہیں دروازے جہنم کے تمام / جنتوں والا مہینہ آگیا ماہِ صیام

توبہ کر عصیاں سے ہو مصروفِ تسبیح و درود / دولتوں والا مہینہ آگیا ماہِ صیام

روزہ داروں کیلئے ہے مژدۂ راحت فزا / عزتوں والا مہینہ آگیا ماہِ صیام

سر بسجدہ ہیں نمازوں میں غلامانِ رسول / حرمتوں والا مہینہ آگیا ماہِ صیام

ذکرِ قرآں میں ہیں دیکھو شائقینِ دیدِ حق / فرصتوں والا مہینہ آگیا ماہِ صیام

پڑھ رہے ہیں ہر طرف قرآن قاری شوق سے / الفتوں والا مہینہ آگیا ماہِ صیام

کر عبادت رات دن تابش خدا کی ذوق سے
شوکتوں والا مہینہ آگیا ماہِ صیام

اثرِ خامہ

تابش قصوری

فوّارۂ رحمت

روزہ : ایک صیقل (قلعی گر) ہے جو دل وجان کے زنگ آلود آئینہ کو قلعی کر کے نورٌ و نور کر دیتا ہے۔

روزہ : ایک دہقان (زمیندار) ہے جو نفس کی شور زمین اور حرص و ہوس کے کانٹوں سے جگہ کو جاگنے اور کھانے کے ٹریکٹر اور ٹیوب سے گلشن و گلزار بنا دیتا ہے۔

روزہ : ایک ایسی فرحت بخش بادِ صبا ہے جو مردہ و پریشان دل کو اِنَّ لِرَبِّکُمْ فِیْ اَیَّامِ دَھْرِکُمْ کی عطر پاشی اور خوشبو سے حیات بخش دیتی ہے۔

روزہ : ایسا شربت ہے جو روزہ داروں کے پر نور سینوں کو کھانے اور پینے کے اندیشوں اور کینوں سے نجات بخش دیتا ہے۔

روزہ : ایک ایسا دھوبی ہے جو روزہ داروں کے گناہوں کی میل کچیل کو افطار کے صحت بخش پانی سے منزّہ و مصفّا کر دیتا ہے

روزہ : ایک عطّار ہے جو گناہوں کو رکوع و سجود اور تراویح و تسابیح کے بے مثال عطر سے معطر کر کے یُبَدِّلُ السَّیِّئَاتِ بِالْحَسَنَاتِ کا تمغہ پہنا دیتا ہے۔

روزہ : روزہ ایک حاذق طبیب ہے کہ زاویۂ غفلت کے بارد المزاج بیماروں کے کام میں طاعتِ الٰہی کی گرم شراب اور حمانعت کی تلخ جوارش ڈال دیتا ہے۔

روزہ : ایک ایسا حکیم ہے کہ بادۂ معصیت کے مخمور المزاج مخموروں کو مغفرت الٰہی کا شربت اور مرحمت کا جلاب احسان کے پیالہ میں پلا دیتا ہے

روزہ : ایک فراش ہے کہ ریاضت کے جھاڑو سے تن اور بدن کے فراخ جنگل کو حسد و بغض، کینہ و نفاق کے خس و خاشاک سے صاف شفاف کر دیتا ہے۔

روزہ : ایک مشاطہ ہے :

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ہ کے دل آراستہ کرنے والے محبوب کو وَلَخَلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ مِنْ رِیْحِ الْمِسْکِ کے فوائح و نوائح کے ساتھ نَحْنُ اَقْرَبُ کے خلوت سرا کے لیے آراستہ کر دیتا ہے۔

روزہ : ایک دلال ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ جَمِیْلٌ وَّیُحِبُّ الْجَمَالَ کے معشوق کو الصَّوْمُ لِیْ کے اشارے اور اَنْ یَّدَعَ طَعَامَہٗ وَشَرَابَہٗ کے پردہ سے اپنے عاشقوں کو دکھا دیتا ہے۔

روزہ : ایک فوارۂ رحمت ہے جس کی رحمت بھری فوار سے عبادت و نور کے غنچے کھلتے ہیں۔

روزہ : ایک عظیم الشان سایہ دار درخت ہے جس کے نیچے معصیت کی لو سے جھلسے ہوئے مسافر بھی بیٹھ کر آرام و سکون کی دولت سے لطف اندوز ہو کر نیکیوں کے بڑے لذیذ فروٹ چنتے ہیں۔

روزہ : ایک وسیع و عریض خوبصورت باغ ہے جس میں نیکیوں کے رنگ برنگے دلربا اور دلکش پھول کھلتے ہیں۔

روزہ : ہوا و ہوس کے شیطانی تیروں کے لیے مضبوط ترین ڈھال

جمعۃ الوداع

زہے نصیب کہ آیا ہے پھر یہ روزِ سعید
ملی ہے اہلِ محبت کو لطفِ حق کی نوید

پکارتے ہیں سبھی جمعۃ الوداع جسے
گواہ جس کی حقیقت پہ ہے کلامِ مجید

پیامِ رحمتِ حق دے رہا ہے بندوں کو
سنا رہا ہے یہ اربابِ دیں کو مژدۂ عید

ہر ایک گوشہ ہے ارضِ وطن کا خلدِ نظر
مہک رہا ہے بہر سمت گلشنِ امید

یہ عیدِ فطر مبارک ہو مومنو! سب کو
ہو تم پہ خالقِ کون و مکاں کا لطفِ مزید

یہی ہے اصل میں تکمیلِ آرزو کی گھڑی
مل گئی ہے مومنِ کامل کو رحمتوں کی کلید

خدا کا خاص کرم ہے کہ آج ابرِ سخا
برس رہا ہے عجب شان سے قریب و بعید

یہ روزِ جمعہ پیامی ہے رحمتوں کا قمرؔ
یہ داستانِ کرم کی ہے اک حسیں تمہید

مولانا قمر یزدانی پتوانہ ضلع سیالکوٹ

حکمت

روزہ رکھنے میں جو حکمتیں ہیں وہ خدا ہی جانتا ہے لیکن ظاہر میں یہ حکمت نظر آتی ہے جو ڈاکٹروں کے ایک کمیشن میں تجویز کیا گیا ہے کہ جس بیماری کا کوئی علاج نہیں اس کا علاج روزہ ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر اکثر بیماریوں کا علاج کرتے وقت مریض کو کئی کئی دن تک ایک دانہ بھی نہیں کھانے دیتے جیسے کہ ٹائیفائڈ کا علاج۔ جو مواد سال بھر میں معدہ کے اندر جمع ہوتے ہیں وہ سب ایک مہینہ کے روزہ کیوجہ سے خارج ہو جاتے ہیں۔

امیرِ ملتؒ حضرت پیر سیدؒ جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ بیمار ہو گیا۔ چلنے پھرنے اور اٹھنے بیٹھنے کی طاقت نہ تھی۔ رمضان شریف قریب آگیا۔ مجھے خوف ہوا کہ میں روزہ کیسے رکھ سکوں گا۔ مگر رمضان کا چاند دیکھ کر ہمت کر لی۔ روزہ رکھا۔ پہلے روزہ کی طاقت کے مقابلہ آخری روزہ کی طاقت میں کئی گنا فرق پایا۔

اس واقعہ سے ان کمزور دل مسلمانوں کو ہوش میں آجانا چاہیے جو تندرست، ہٹےؒ کٹےؒ ہونے کے باوجود بھی روزہ نہیں رکھتے اور کمزوری کے خوف یا بدباطنی کے باعث جان بوجھ کر بیماری کے بہانے تراشتے ہیں۔

روزہ ایک ایسی آگ ہے جو گناہوں کو جلا ڈالتی ہے۔

فضائل

نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم فرماتے ہیں پانچوں نمازیں اور جمعہ سے جمعہ تک اور رمضان سے اگلے رمضان تک تمام گناہ مٹا دیے جاتے ہیں۔ اگر کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔

اَلصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَۃُ اِلَی الْجُمُعَۃِ وَرَمَضَانُ اِلٰی رَمَضَانَ مُکَفِّرَاتٌ لِّمَا بَیْنَھُنَّ اِنِ اجْتُنِبَ عَنِ الْکَبَائِر

(او کما قال علیہ السلام)

سیّد رحمتِ دو عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ السلام کا ارشادِ گرامی ہے کہ جس شخص نے ماہِ رمضان کے روزے ایمان اور طلبِ ثواب کے رکھے اس کے تمام گناہ معاف کیے جاتے ہیں۔

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ سیدِ عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم نے فرمایا جس نے ایک دن کا روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کے چہرہ کو آگ سے ستر برس کی راہ پر دور رکھے گا (یعنی اسے آگ کا نشان تک نظر نہ آئے گا۔

قَالَ مَنْ صَامَ یَوْمًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بَعَّدَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہٗ مِنَ النَّارِ سَبْعِیْنَ خَرِیْفًا

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلّم نے فرمایا جب ماہِ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین و سرکش جن قید کر دئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں جنّت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ پھر منادی ندا کرتا ہے کہ اے طالبِ خیر ادھر آؤ۔ اے حد سے بڑھنے والو! سرکشی سے باز آؤ نیز رمضان شریف میں اللہ تعالٰے بہت سے گناہگاروں کو دوزخ کی آگ سے رہا فرما دیتا ہے اور یہ ندا ہر رات دی جاتی ہے

نیز انہی سے مروی ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلّم نے فرمایا بنی آدم کی نیکیاں دس گنا بڑھتی ہیں۔ اور دس سے سات سو تک مگر روزہ کے سوا۔ کیونکہ اللہ تعالٰے فرماتا ہے:

"اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ"

روزہ میرے لیے ہے اور اسکی جزا میں خود ہوں۔

کیونکہ: یَدَعُ شَہْوَتَہٗ وَطَعَامَہٗ وَشَرَابَہٗ لِیْ

"وہ اپنی شہوت، کھانا پینا میرے لیئے ترک کرتا ہے"

اور روزہ دار کے لیئے دو خوشیاں ہیں۔

فَرْحَۃٌ عِنْدَ فِطْرَۃٍ وَّ فَرْحَۃٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّہٖ

ایک خوشی روزہ کھولتے وقت اور ایک خوشی دیدارِ خدا کے وقت

وَلَخَلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْکِ

بے شک روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ تعالٰے کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ و پسندیدہ ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالٰے عنہ فرماتے ہیں:

اِنَّ الصَّائِمِیْنَ یَخْرُجُوْنَ مِنْ قُبُوْرِھِمْ یُعْرَفُوْنَ بِرِیْحِ اَفْوَاھِھِمْ

فَاِنَّ رِیْحَ اَفْوَاهِهِمْ اَطْیَبُ مِنْ رِیْحِ الْمِسْکِ"

روزہ دار جب اپنی قبروں سے اٹھیں گے تو اپنے منہ کی خوشبو سے پہچانے جائیں گے اس لیے کہ ان کے منہ کی خوشبو کستوری کی خوشبو سے زیادہ خوشگوار ہو گی۔"

جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

نَوْمُ الصَّائِمِ عِبَادَةٌ" : روزہ دار کا سونا بھی عبادت ہے

حضرت ابو العالیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اَلصَّائِمُ فِی الْعِبَادَةِ مَالَمْ یَغْتَبْ وَاِنْ کَانَ نَائِمًا عَلٰی فِرَاشِهٖ
"روزہ دار جب تک کسی کی غیبت نہ کرے عبادت میں ہے اگرچہ اپنے بستر پر سو رہا ہو۔"

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ مَنْ لَمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَیْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِیْ اَنْ یَدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ۔

"حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو جھوٹ بولنا اور برے عمل کو ترک نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کو کیا پرواہ اس کی کہ وہ اپنا کھانا پینا ترک کر دے۔"

نیز آپ نے فرمایا: فَاِذَا کَانَ یَصُوْمُ اَحَدُکُمْ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَصْخَبْ : اگر تم میں سے کوئی کسی دن روزے سے ہو تو بیہودہ باتیں نہ نکالے اور نہ چلائے یعنی گالی گلوچ پر نہ اتر آئے۔

اس سے زیادہ تنبیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

کَمْ مِّنْ صَائِمٍ لَیْسَ لَهٗ مِنْ صِیَامِهٖ اِلَّا الظَّمَاُ وَکَمْ مِنْ

قَآئِمٍ لَیْسَ لَہٗ مِنْ قِیَامِہٖ اِلاَّ السَّھَرُ

"بہت سے روزہ دار ایسے ہیں کہ ان کو روزہ میں صرف پیاس ہی نصیب ہوتی ہے ثواب میں سے کچھ حاصل نہیں ہوتا اور بہت سے ایسے نمازی ہیں کہ ان کو رات میں سوائے بیداری کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔"

یعنی ایسے روزہ داروں کے روزے اور ایسے نمازیوں کی نمازیں قطعاً مقبول و منظور نہیں جو محرمات سے پرہیز نہیں کرتے۔

"عید روزہ داروں کے لیئے ہے نہ کہ روزہ خوروں کے لیئے، جو لوگ روزہ خور ہیں ان کو کیا حق ہے کہ وہ عید گاہ میں عید منانے کے لیئے آئیں۔" (امیر ملت علیہ الرحمۃ)

گندہ انڈہ

صرف کھانے پینے اور جماع کے ترک کا نام ہی روزہ نہیں بلکہ محرمات سے بالکلیۃ کنارہ کش ہونا بھی لازم و ضروری ہے۔ یعنی کذب و افترا، مکر و فریب، ظلم و تعدی، عیاری و مکاری، بیہودہ گوئی و بد کلامی، گالی گلوچ، چغل خوری، عیب جوئی، مکس و ملاوٹ، سود و رشوت وغیرہ سے بچنا، برائی و بے حیائی، عیاشی و فحاشی کا قلع قمع، تھیئٹر، سینما و فلم بینی کی لعنت سے چھٹکارا حاصل کرنا بھی اسی فریضہ میں شامل ہے ورنہ ایسی برائیوں سے متصف حضرات کو اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سوچنا چاہیئے کہ کیا ہم روزہ و نماز کی تعظیم و تکریم کی بجائے استہزا تو نہیں کر رہے اور ہماری مثال اس گندے انڈے جیسی تو نہیں ہے جو بظاہر صحیح و درست اور قابل استعمال دکھائی دیتا ہے مگر جب توڑنے پر اس کے ڈھول کا پول کھل جاتا ہے تو اسے بحفاظت رکھنے کی بجائے باہر گلی میں بہ نظرِ حقارت پھینک دیا جاتا ہے۔

اسی طرح مذکورہ برائیوں کے خوگر حضرات کے نفلی روزے کا لبادہ اتر جائے گا تو پھر ندامت سے سر پیٹنے پر کچھ بھی حاصل نہ ہوگا بلکہ بمصداق محاورۂ معروف

ع اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

کا منظر پیش کرنا ہوگا۔

یہ کتنے تعجب کی بات ہے کہ جب روزہ کی حالت میں حلال چیزوں کا استعمال کرنا ممنوع ہے تو حرام کو حلال سے بھی زیادہ اہمیت دی جارہی ہے آج کل کی مادر پدر آزادی جس کو ماڈرن تہذیب کے لقب سے مزین کیا جارہا ہے۔ اس کی بدولت یہ برائیاں اپنی جڑیں مضبوط کرتی جارہی ہیں۔ محبانِ اسلام کو ان کے خلاف سینہ سپر ہوکر مقابلہ کرنا چاہیے مفکرِ ملت علامہ اقبال مرحوم نے آج سے کئی برس پہلے ان کی نشاندہی کرتے ہوئے اعلان فرمایا تھا ؎

اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں
نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے

وہ تو دیکھ رہا ہے

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے تقویٰ کا عظیم الشان اور عدیم النظیر واقعہ :۔

ابھی آپ بچے ہیں، رمضان شریف کا متبرک مہینہ ہے اور آپ کے پہلے روزے کے افطار کی تقریب ہے۔ کاشانۂ اقدس میں جہاں افطار کے لیئے قسم قسم کا سامان ہے ایک جگہ فرنی کے پیالے جمانے کے لیئے

رکھے ہوئے ہیں۔ دوپہر کا وقت ہے۔ شدّت کی گرمی ہے کہ آپ کے والد محترم آپ کو فرتی کے کمرے میں لے جاتے ہیں اور کمرہ اندر سے بند کرکے ایک پیالہ آپ کو دیتے ہیں کہ اسے کھالو کہ آپؑ عرض کرتے ہیں میرا تو روزہ ہے کیسے کھالوں؟ آپ کے والد صاحب قبلہ نے فرمایا: بچوں کا روزہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ لو کھالو۔ میں نے دروازہ بند کر دیا ہے کسی کو خبر نہ ہوگی اور نہ کوئی دیکھ رہا ہے۔ آپ جواب دیتے ہیں:

"جس کے حکم سے روزہ رکھا ہے وہ تو دیکھ رہا ہے"

یہ جواب سن کر اعلیٰ حضرت کے والدِ مکرّم کی آنکھوں میں آنسوؤں کا تار بندھ گیا اور آپ کو باہر لے آئے (مجدّد اسلام وحیات اعلیٰحضرت)

مگر آجکل بڑے بڑے جوانمرد و امیر و کبیر عقل و فہم کے دعویدار ہوٹلوں کے پردہ میں بیٹھے گلچھرے اڑا اڑا کر رمضان المبارک کی توہین و بے ادبی میں مصروف ہیں۔ خدا تعالےٰ ہدایت دے۔

نغمۂ جبریل:

حضرت عبداللّٰہ بن مسعود رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دن سیّد عالم سرورِ کائنات صلّی اللّٰہ تعالےٰ علیہ وسلّم کے دیدار پرانوار کے شوق سے جہاں میرا غالب خیال تھا پہنچا مگر نہ پایا۔ پھر مسجد نبوی میں حاضر ہوا مگر یہاں بھی آپ کے دیدار سے مشرف نہ ہو سکا۔ اچانک میری نظر محراب کی طرف اٹھی تو آفتاب حق نما محراب میں جلوہ گر نظر آئے۔ آپ کے چاروں طرف انوار کی بارش ہو رہی تھی۔

میں آگے بڑھا اور حضرت علی رضی اللّٰہ تعالےٰ کے قریب بیٹھ گیا تو معاً ایک دلپذیر آواز سنائی دی جو نفیس ترین نغمہ سے بھی زیادہ مرغوب و محبوب

تھی۔ اسی اثناء میں رسولِ کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: طُوبیٰ لَہٗ
پھر آپ کے جواب میں آواز آئی: طوبیٰ لکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ
وَسَلَّمَ وَلِمَنْ صَامَ رَمَضَانَ، پھر معمولی وقفہ کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ
رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ارشاد فرمایا:

یَا عَلِیُّ مَنْ مَّعَکَ ؟ "تمہارے ساتھ کون ہے؟

عرض کی عبداللہ بن مسعود۔ آپ نے فرمایا آگے آئیے۔ جب ہم آپ کی
خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ کی نورانی پیشانی اس طرح چمک رہی تھی جس
طرح چودھویں رات کا چاند مسجد کے محراب میں اتر آیا ہو۔ یا نورِ خدا مجسم ہو
کر دیدار دکھا رہا ہو۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے نہایت انکساری
سے اس پاکیزہ نغمہ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے عرض
کیا۔ آپ نے فرمایا:

تِلْکَ نَغْمَۃُ جِبْرِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ: وہ جبریل علیہ السّلام کا نغمہ تھا
جو حضرت خضر علیہ السّلام کی حکایت بیان کر رہے تھے کہ یا رسول اللہ! صلّی اللہ
علیک وسلّم، میں آپ کی ملاقات کے لیے آ رہا تھا کہ راستہ میں حضرت خضر
علیہ السلام سے ملاقات ہو گئی اور ہماری گفتگو کا موضوع آپ کی ذاتِ والا
صفات تھی۔ اس دوران میں ایک فرشتہ دیکھا جس نے لعل و جواہرات اور
موتیوں سے مرصّع و مزیّن تخت کو اپنی پشت پر اٹھایا ہوا ہے اور اس پر
ایک بندۂ خدا جلوہ افروز ذکرِ خدا میں محو ہے۔ میں نے فرشتے سے اس کا
حال دریافت کیا۔ اس نے کہا یہ بندۂ حق دو ہزار سال جنگلوں میں مصروفِ عبادت
رہا اور پھر اس نے سمندروں میں عبادت کرنے کے شوق سے بارگاہِ الٰہی

میں التجا کی جو منظور ہوئی اور مجھے اس کی خدمت کے لیے احکم الحاکمین کی طرف سے آرڈر نافذ ہوا ہے اور اب اسے سمندروں کی سیر و تفریح سے محفوظ کر رہا ہوں اور یہ اپنے رب کی عبادت میں مصروف ہے۔ جب حضرت جبریل امین نے بیان کیا تو حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔ میں نے کہا: طُوبیٰ لَہٗ تو جبریل نے کہا: طُوبیٰ لَکَ وَلِاُمَّتِکَ "آپ کو اور آپ کی امّت کو خوشخبری ہو"۔

آپ نے فرمایا کیا میری امت میں بھی کوئی ایسا خوش نصیب ہے؟ حضرت جبریل نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اللہ تعالےٰ نے عظیم الشان شہر پیدا فرمایا ہے جس کے طول و عرض کو خالق حقیقی ہی جانتا ہے اس میں بے شمار فرشتے رہتے ہیں۔ ہر ایک کے ہاتھ میں سفید جھنڈا ہے جس پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہوا ہے۔ ان فرشتوں کی عبادت آپ کی امّت کے روزہ داروں کے لیئے دعائے مغفرت ہے۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم جب ماہِ رمضان تشریف لاتا ہے تو فرشتوں کی دوسری جماعت کو حکم ہوتا ہے کہ اس شہر میں جاکر اسی دعائے مغفرت میں مشغول ہو جائیں اور پہلے فرشتے عرش پر چلے جاتے ہیں۔ یہ دولتِ عظیمہ انہیں آپ کی خدمت اور امّت مرحومہ کی طلبِ مغفرت کی بدولت میسّر ہوئی اور ہر ماہِ رمضان کی آمد پر فرشتوں کا تبادلہ ہوتا رہتا ہے۔

سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم۔

توبہ کا نور

روایت ہے کہ جب بندہ عجز وانکساری سے بارگاہِ الٰہی میں زاری کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ فرشتوں کو فرماتا ہے گواہ رہو جو کچھ میرے بندے نے مجھ سے طلب کیا میں نے اسے دیا اور آتشِ دوزخ اس پر حرام کردی، بہشت اس کے لیے لازم کر دیا اور میں نے اپنے حبیب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے اسے مشرف فرما دیا اور اگر طلبِ حاجات کے وقت کسی بندہ کے آنسو جاری ہو جائیں تو آسمان کے فرشتے اسکی اس حالت کو دیکھ کر زار زار آنسو بہاتے ہیں اور بار بار عرض کرتے ہیں ۔

خداوندا!

تیرے حبیب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی تیرے عذاب کے خوف اور تیری رحمت کی امید پر روتا ہے تو اس کے حال پر رحم فرما!

ارشاد ہوتا ہے ۔

يَا مَلَائِكَتِيْ مَا عَلِمْتُمْ اِنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهٗ بِاَوَّلِ قَطْرَةٍ خَرَجَتْ مِنْ عَيْنِهٖ

اے فرشتو! تمہیں معلوم نہیں کہ جب میرے بندے کی آنکھ سے پہلا قطرہ نکلا ہے تو میں اس کے سارے گناہ بخش دیے اور اپنی ذات پر واجب کر رکھا ہے کہ میرے حبیب کا امتی میرے عذاب سے ڈرے اور میری بارگاہ میں التجا کرے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں اور قیامت کے روز اس سے محبت کرنے والوں کو بھی بخش دوں گا اور اسے بہشت میں

اپنے حبیب کی قربت سے نوازوں گا اور اس ماہِ رمضان المبارک ہیں جس بندہ کی توبہ قبول کی جاتی ہے اس کی توبہ کا نور تمام آسمانوں میں پھیل جاتا ہے فرشتے تعجّب سے ایک دوسرے کو پوچھتے ہیں

مَا هٰذَا النُّوْرُ السَّاطِعُ فِی السَّمٰوٰت :

یہ کس کے نور سے آسمان منوّر ہیں !

ملائکہ مقرّبین جواب دیتے ہیں کہ یہ امّتِ محمّدیہ کے ایک گناہگار کی توبہ کا نور ہے جو بارگاہِ الٰہی میں جامۂ قبولیت سے نوازی گئی ہے سبحان اللہ ماشاء اللہ !

حدیث شریف میں ہے جب رمضان کا مبارک مہینہ تشریف لاتا ہے تو ربّ العزّت کی طرف سے منادی نداء کرتا ہے :-

يَا مَلَائِكَتِىْ لَاتَكْتُبُوْا عَلَى الصَّائِمِيْنَ

مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَنْبًا فَاِنِّىْ غَفُوْرٌ بِهٖ

اے فرشتو! میرے حبیب محمدِ مصطفےٰ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم کے روزہ دار امتیوں کے گناہوں کو نہ لکھو بے شک میں انہیں بخشنے والا ہوں ۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ

احترام کا انعام

نقل ہے کہ بخارا میں ایک مجوسی کا بیٹا سرِعام مسلمان روزہ داروں کے سامنے کچھ کھا پی رہا تھا ۔ اس کے باپ نے اسے دیکھ کر اسے سخت سزا دی ۔ بیٹے نے کہا اباجی! آپ کو روزانہ گھر میں کھانا وغیرہ کھاتے دیکھتا ہوں اور آپ روزہ کی عزّت وحرمت کا قطعاً خیال نہیں کرتے ۔ اس نے کہا بیٹے! بیشک

میں گھر میں روزانہ جس وقت چاہتا ہوں کھا لیتا ہوں کیونکہ ہمارے مذہب میں روزہ فرض نہیں مگر اسلام میں مسلمانوں پر روزہ فرض ہے اور ہمیں اخلاقی طور پر ان کے سامنے کھانے پینے سے پرہیز اور رمضان المبارک کا ادب واحترام کرنا چاہیے۔

بیان کرتے ہیں کہ جب وہ مجوسی فوت ہوا تو بخارا کے بزرگوں نے اسے خواب میں دیکھا کہ وہ انعامات والطافاتِ الٰہیہ سے مشرف ہے اور اس پر انوارِ الٰہیہ کی بارش ہو رہی ہے۔ اس قدر ومنزلت کے بارے بزرگوں نے دریافت کیا تو اس نے کہا میرے بھائیو!

جب میرا آخری وقت تھا تو میں نے غیب سے آواز سنی :

یَا عَبْدِیْ قِفْ حَتّٰی یَتُوْبَ عَبْدِیْ وَیُؤْمِنُ فَاِنَّہٗ حَفِظَ حَقَّ شَہْرِ رَمَضَانَ وَحَقَّ الصَّآئِمِیْنَ بِلُطْفِہٖ

” اے ملک الموت ! رک جا تاکہ میرا بندہ توبہ کر لے اور ایمان لائے کیونکہ اس نے ماہ رمضان المبارک کی عزّت وحرمت اور روزہ داروں کی قدر ومنزلت اپنے بیٹے کو سزا دے کر قائم رکھی “

پھر اس نے کہا کہ اللہ تعالےٰ نے میرے دل کو نورِ ایمان سے اور دولتِ عرفان کی سعادتِ ابدی سے نوازا اور ان مراتب ودرجات سے عزت بخشی جو تمہارے پیشِ نظر ہے۔

مسلمانو ! مقامِ غور ہے ایک مجوسی جو کفر وشرک کی دل دل میں ساری عمر مقیّد رہا، وہ رمضان المبارک کی تعظیم وتکریم کے باعث ایمان وعرفان کی بے بہا دولت دائمی سے مالا مال ہو کر جنان ورضوان کا مستحق بن سکتا ہے تو افسوس ہے ایسے مسلمانوں پر جو اپنی قیمتی زندگی میں رمضان المبارک

کا مہینہ پائیں اور رحمت و مغفرت سے محروم رہیں۔
فَاعْتَبِرُوْا یٰاُولِی الْاَبْصَارِ

معاف کیجئے

آجکل کسی کی تنخواہ اگر سو روپیہ ماہوار ہو تو اس کی خواہش ہوتی ہے کہ کسی صورت میری تنخواہ میں اضافہ ہو جائے اور اضافہ ہو جانے کے بعد پھر اس کی مزید اضافہ کی تمنّا ہوتی ہے حتّٰی کہ ہزاروں تک پہنچ جانے کے بعد بھی وہ مزید ترقی کا خواہاں نظر آتا ہے گویا دنیوی معاملہ میں آجکل ترقی ہی کی طرف نظر رہتی ہے مگر کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ دینی معاملہ میں اس کے برعکس سوچا جاتا ہے اور خواہش رہتی ہے کہ فلاں عبادت میں کچھ کمی ہو جائے تو اچھا ہے۔

چنانچہ رمضان شریف کا مبارک مہینہ جو سراپا رحمت و مغفرت، کا مہینہ ہے اور جس کا ایک ایک لمحہ ذکرِ عبادت میں گزارنے کے لائق ہے اس کی نمازِ تراویح کے متعلق بعض طبائع اس بے سود کوشش میں رہتی ہیں کہ یا تو اس نماز کا وجود ہی ثابت نہ ہو یا پھر اس کی بیس ۲۰ رکعات میں کچھ تخفیف ہو جائے گویا تنخواہ کی بات ہو تو اور دیجئے اور ذکرِ خدا کی بات ہو تو معاف کیجئے

نمازِ تراویح

یہ وہ نماز ہے جو کہ نمازِ عشا کے بعد نیند سے پہلے پڑھی جاتی ہے۔ یہ رمضان المبارک کے ساتھ ہی خاص ہے۔ مرد و عورت دونوں کے

سنتِ موکّدہ ہے۔ اس کا چھوڑنا جائز نہیں۔ اس میں جمہور کے مذہب کے مطابق بیس ۲۰ رکعتیں ہیں اور یہی حدیثوں سے ثابت ہے۔ صحابہ و تابعین و تبع تابعین اور ائمہ دین کا اس پر اجماع ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم صلّی اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم فرماتے ہیں جو شخص رمضان مبارک کی راتوں کا قیام کرے (تراویح پڑھے) ایمان و طلبِ ثواب کے لیئے وہ اپنے گناہوں سے ایسے نکل جاتا ہے (یعنی پاک ہو جاتا ہے) جیسے اس دن اس کی والدہ نے جنا۔
حضرت ابوہرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے:

مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّ احْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ (بخاری و مسلم)

ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ نماز تراویح کا بڑا ثواب ہے۔

شبِ قدر

سُبْحَانَ اللہ! اس رات کی فضیلت و بزرگی کا کیا کہنا۔ خداوندِ قدوس نے اس کا نام لیلۃ القدر رکھا یعنی عظمت اور مرتبے والی رات اور اس کی فضیلت کے لیئے قرآن مجید میں سورۃ القدر نازل فرمائی جس میں فرمایا کہ شب قدر وہ قدر و منزلت والی رات ہے جس میں پورا قرآن مجید (لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا پر) نازل کیا گیا اور اس ایک رات کی عبادت ایک ہزار مہینے کی عبادت سے افضل ہے۔ اس رات میں حضرت جبریل علیہ السّلام ملائکہ کا عظیم لشکر ساتھ لے کر زمین پر تشریف لاتے ہیں۔ یہ رات زمین و آسمان اور سارے جہان کے لیئے سلامتی کا نشان ہے۔ غروبِ آفتاب سے طلوعِ فجر تک اس کے انوار و تجلیات برابر قائم رہتی ہیں۔

روایت ہے کہ ایک دن حضور پر نور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے بنی اسرائیل کے ایک عابد کا قصہ بیان فرمایا کہ اس نے ایک ہزار مہینے لگاتار عبادت و جہاد کیا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلّم آپ کے امتیوں کی عمریں تو بہت کم ہیں پھر بھلا ہم لوگ اتنی عبادت کیوں کر کرسکیں گے؟

صحابہ کرام کے اس افسوس پر حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم فکرمند ہوئے تو اللہ رب العزّت نے یہ سورۃ نازل فرمائی کہ اے محبوب ہم نے تمہاری امّت کو ایک ایسی رات عطا کی ہے جو ایک ہزار مہینے کی عبادت سے بہتر ہے:

لَیْلَۃُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ (روح البیان)

لہٰذا ہمیں اس انعام و اکرامِ الٰہی پر شکر بجالانا چاہیے اور اس رات کا استقبال تسبیح و تہلیل، ذکر و اذکار اور عبادت سے کرنا چاہیے۔

مسائل: سحری کھانا مسنون اور باعثِ برکت ہے، اگر بھوک نہ بھی ہو تب بھی سنّت ادا کرنے کے لیے ایک دو لقمے کھا لینا چاہیے یا کم از کم ایک دو گھونٹ پانی (چائے)، ہی پی لینا چاہیے سحری کا وقت صبح صادق تک رہتا ہے اسوقت تک جو بھی کھانا پینا چاہیں کھا پی سکتے ہیں۔ روزہ کی نیّت یہ ہے:

وَبِصَوْمِ غَدٍ نَّوَیْتُ مِنْ شَھْرِ رَمَضَانَ

افطاری: سورج ڈوبنے کے بعد جب سرخی سیاہی میں بدلنے لگے اسوقت افطار یعنی روزہ کھولنا چاہیے اور یہ دعا پڑھنی چاہیے:

اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ

روزہ ٹوٹ جاتا ہے

حقّہ، بیڑی، سگریٹ پینے، ناک میں نسوار ڈالنے اور کان میں دوا ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ جان بوجھ کر کھا پی لینے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے بھول کر اگر کوئی چیز کھا پی لی تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ قصداً روزہ توڑنے پر کفارہ واجب ہو جاتا ہے جو رمضان المبارک کے بعد دو ماہ متواتر روزہ رکھنے یا ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کھانا کھلانے یا غلام آزاد کرنے کی صورت میں ادا ہوتا ہے۔

روزہ مکروہ ہو جاتا ہے

عورت کا بوسہ لینا، شہوت کے ساتھ شرم گاہ یا سینہ کو دیکھنا، کھانے پینے کی کسی چیز کو چکھنا، غیر عورت پر نظر کرنا، گانا سننا، گالی گلوچ نکالنا، بد کلامی کرنا، تھیٹر، تماشا، سینما دیکھنا، کوئلہ چبا کر دانت صاف کرنا، بار بار غسل یا کلی کرنا جلدی جلدی تھوک نگلنا، ان تمام چیزوں سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے۔

خوشبو، عطر یا سر میں تیل لگانے اور سرمہ ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اسی طرح انجکشن ٹیکہ، لگوانے سے بشرطیکہ دوائی معدہ (جوف) میں نہ پہنچے تو روزہ نہیں ٹوٹتا

زیادہ تفصیل کے لیے حضرت قبلہ فقیہ اعظم محدّث بصیر پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً کی اس مسئلہ پر عظیم الشان علمی تحقیق "روزہ اور ٹیکہ" کا مطالعہ فرمائیں جو مکتبہ نوریہ نعیمیہ بصیر پور ضلع اوکاڑہ سے حاصل کی جا سکتی ہے۔

اعتکاف

عبادت کے ارادے سے مسجد میں ٹھہرنے کو اعتکاف کہتے ہیں۔
رمضان شریف کے آخری عشرے کا اعتکاف سنّت موکّدہ علی الکفایہ ہے یعنی بستی میں اگر ایک شخص بھی اعتکاف بیٹھ جائے تو سب کے سب گناہ سے بچ جائیں گے۔ ورنہ ترکِ سنّت کی وجہ سے سب گنہگار ہوں گے۔ اعتکاف کا بڑا ثواب ہے۔ اس میں مسنون یہ ہے کہ بیس رمضان شریف کو قبل غروبِ آفتاب پاک صاف ہوکر روزہ کی حالت میں اعتکاف کی نیت سے مسجد میں چلا جائے اور عید کا چاند دیکھنے تک وہیں رہے اور دنیا وی کام بالکل ترک کر دے ہاں پیشاب، پاخانہ کرنے کی غرض سے باہر نکل سکتا ہے۔ عورتیں اپنے گھر میں کسی پاک صاف جگہ پر پردہ ڈال کر اعتکاف کی نیت سے پابندی کے ساتھ بیٹھیں اور ذکر و عبادت میں مشغول رہیں اور وہیں سوئیں۔

صدقۂ فطر ہر مرد و عورت جو صاحبِ نصاب ہو اس پر صدقۂ فطر واجب ہے۔ مرد کو اپنی طرف سے اور اپنی نابالغ اولاد کی جانب سے بھی صدقۂ فطر دینا واجب ہے۔ صدقۂ فطر کی مقدار علی التحقیق دو سیر تین چھٹانک اٹھنی بھر اوپر گندم یا اس کا دوگنا موٹا اناج یا اس کی قیمت حقداروں کو دیں۔ بہتر یہ ہے کہ نمازِ عید سے قبل صدقۂ فطر ادا کرے۔ اگر ایسا نہیں ہو سکا تو پھر بعد نماز ادا کرے، یہ نہ سمجھے کہ اب ذمّہ سے ساقط ہو گیا۔

(گلزارِ شریعت، بہارِ شریعت)

صبحِ عید

روایت ہے کہ جب عید کی صبح ہوتی ہے تو اللہ تعالےٰ فرشتوں کو ہر ایک شہر میں بھیج دیتا ہے کہ وہ راستوں میں نداء کریں جن وانس کے علاوہ تمام مخلوقات اس آواز سے محظوظ ہوتی ہے نداء یہ ہوتی ہے ۔

یَآ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ اُخْرُجُوْا اِلٰی رَبٍّ کَرِیْمٍ یُعْطِی الْجَزِیْلَ وَیَغْفِرُ الذُّنُوْبَ الْعَظِیْمَ

اے میرے حبیب کے امتیو! اپنے گھروں سے باہر نکلو اور اپنے رب کریم کی طرف دوڑو کیونکہ وہ تمہیں عطائے جزیل سے نوازنے والا ہے اور تمہارے بڑے بڑے گناہوں کو معاف فرمانے والا ہے۔

جب خدا کے بندے عید گاہ میں نماز عید کے لیئے جمع ہوتے ہیں تو فرشتوں کو فرماتا ہے ۔

یَا مَلٰٓئِکَتِیْ مَا جَزَآءُ الْاَجِیْرِ اِذَا عَمِلَ لَہٗ فَیَقُوْلُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اِلٰھُنَا وَسَیِّدُنَا جَزَآئُہٗ اَنْ یُّوَفّٰی اَجْرُہٗ

فرشتے عرض کرتے ہیں جس مزدور نے اپنے کام کو اچھی طرح انجام دیا اس کے لیئے پوری اجرت دینا ضروری ہے ۔

فَیَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰے فَاِنِّیْٓ اُشْھِدُکُمْ یَا مَلٰٓئِکَتِیْ اِنِّیْ غَفَرْتُ لَھُمْ وَجَعَلْتُ ثَوَابَھُمْ مِنْ صِیَامِھِمْ شَھْرَ رَمَضَانَ وَقِیَامِھِمْ رِضَآئِیْ وَمَغْفِرَتِیْ ۔

پھر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے، میرے فرشتو! تم گواہ رہو میں نے اپنے بندوں کے صیام و قیام (روزے اور تراویح و نوافل) کو منظور و مقبول

فرما کر ثوابِ جزیل مرحمت فرمایا اور پھر روزہ داروں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے

يَا عِبَادِیْ سَلُوْنِیْ وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ لَا تَسْأَلُوْنِیْ شَیْئًا اِلْیَوْمَ لِدِیْنِکُمْ وَدُنْیَاکُمْ اِلَّا اَعْطَیْتُکُمْ ۔

"اے روزہ دارو! مجھے اپنی عزّت و جلال کی قسم جو مانگو گے دیا جائے گا اور تمہاری ہر دینی و دنیاوی مراد پوری کروں گا اور اپنے دیدار پر انوار سے مشرف و ممتاز فرماؤں گا"

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ الصَّآئِمِیْنَ بِجَاهِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَاَکْمَلُ السَّلَامِ ۔

نمازِ عید: پہلے اس طرح نیّت کرے: نیّت کی میں نے دو رکعت نماز واجب عید الفطر (عید الاضحیٰ) مع چھ زائد تکبیروں کے، واسطے اللہ تعالےٰ کے (مقتدی اتنا اور بڑھائے) پیچھے اس امام کے، منہ طرف قبلہ شریف کے، پھر کانوں تک ہاتھ لے جائے۔ اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لے۔ پھر ثناء پڑھے، پھر کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ چھوڑ دے پھر ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ چھوڑ دے پھر ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لے۔ اس کے بعد امام آہستہ سے اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھ کر بلند آواز سے سورۃ فاتحہ اور اس کے ساتھ کوئی سورہ پڑھے پھر رکوع اور سجدہ کرے۔ دوسری رکعت میں پہلے الحمد شریف اور کوئی سورت پڑھے پھر تین بار کانوں تک ہاتھ لے جائے اور ہر بار اللہ اکبر کہے اور کسی بار ہاتھ نہ باندھے اور چوتھی بار بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں چلا جائے اور باقی نماز دوسری نمازوں کی طرح پوری کرے سلام پھیرنے کے بعد امام دو خطبے پڑھے اور دعا مانگے۔

خطبہ سنّت ہے۔ نہایت خاموشی سے سننا چاہیے اس وقت کسی قسم کی بات چیت کرنا منع ہے چاہے خطبہ سنائی دے یا نہ دے

(گلزارِ شریعت)

قَدْ تَمَّ تَرْتِيْبُ هٰذَا الْكِتَابِ اَنْوَارِ الصِّيَامِ بِتَوْفِيْقِهٖ تَعَالٰى وَبِكَرَمِ حَبِيْبِهِ الْاَعْلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰى عَلَيْهِ التَّحِيَّةُ وَالثَّنَاءُ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الرَّبِّ الرَّحِيْمِ الْكَرِيْمِ ۝

رمضان مبارک

مبارک مومنو! رمضان آیا نیکیاں لے کر — سکوں کے پل لے کر بہار جاوداں لے کر
اگر اس ماہ میں راہِ عمل تشکیل ہو جاتے — رسول اللہ کے پیغام کی تعمیل ہو جائے
ہمیں دنیا میں رہنا ہے امیر کارواں بن کر — سدا حق بات کہنی ہے جہاں کے پاسباں بن کر
سمو کر نیکیاں اپنے دلوں میں نیک ہو جائیں — خدا کا نام لیکر سب مسلماں ایک ہو جائیں
مٹا کر تفرقے باہم رہیں اے کاش! ہم مل کے — بہاریں لوٹ کر آ جائیں مہکیں پھول ہر دل کے
اگر اللہ کے ہر حکم کی تعمیل ہو جائے — جو ہم پر فرض ہے اس فرض کی تکمیل ہو جائے

مسائل جتنے ہیں ہو جائیں گے حل خود بخود سارے
پلٹ آئیں گے چودہ سو برس پہلے کے نظارے

— خلیل رزاقی —

منقبت

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ

السلام اے احمدت صہر و برادر آمدہ
سلام تجھ پر جس کے خسر اور بھائی احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

حمزہ سردار شہیداں عمِّ اکبر آمدہ
اور سید الشہدا حمزہ بڑے چچا ہیں

بنتِ احمد رونقِ کاشانہ و بانوے تو
رسول اللہ کی بیٹی تیرے گھر کی رونق اور تیری بانو تھیں

گوشت و خونت تو بہ لحمش شیر و شکر آمدہ
تیرا گوشت اور خون پیغمبر کے گوشت کے ساتھ شیر و شکر تھا

ہر دو ریحانِ نبی گل ہائے تو زاں گل زمیں
نبی کے دونوں ریحان تیرے پھول اس گل زمین (فاطمہ) سے پیدا ہوئے

بہرِ گل چینیت زمین باغ برتر آمدہ
تیری گل چینی کے لیے بلند رتبہ باغ کی زمین حاصل ہوئی

می چمیدی گلبنا در باغِ اسلام و ہنوز
اے گلاب تو باغِ اسلام میں اس وقت لچک رہا تھا جبکہ ابھی

غنچہ ات نہ شگفتہ و نے نخلِ دیگر برآمدہ
تیرا غنچہ نہیں کھلا تھا اور نہ ہی کوئی دوسرا پودا اگا تھا

ماہِ تاباں گو متاب و مہرِ رخشاں گو مرخش
چمکنے والے چاند سورج نہ طلوع ہوں (تو کچھ پروا نہیں)

باختر تا خاور اسمت نور گستر آمدہ
تیرا نام مشرق سے مغرب تک نور پھیلا رہا ہے

تشنہ کامِ خود رضائے خستہ را ہم جرعۂ
اپنے پیاسے خستہ دل رضا کو بھی ایک گھونٹ

شکرِ آں نعمت کہ نامت شاہِ کوثر آمدہ
اس نعمت کے شکریے میں کہ تیرا نام شاہِ کوثر ہے!

— اعلیٰ حضرت بریلوی